QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

پاکستان کے مشترکہ خاندانی نظام میں رہائش سے متعلقہ مسائل اور ان کا حل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جائزہ)

Issues of Accommodation in the joint family system of Pakistan and their solution (An analytical study in the context of the Islamic teachings)

Dr. Shabana Rafiq
Lecturer Govt. Associate College for Women, Ameen town kot-chutta, Email: sdkhan6656@gmail.com
Saad Rafiq
M.Phil Scholar Ghazi university DG Khan, Email: sdkhan6656@gmail.com
Dr. Tanveer Akhtar
Assistant Professor, National College of Business Administration & Economics Lahore, Sub Campus Bahawalpur. drtanveer@ncbae.edu.pk

A family is the fundamental unit of society. Every society has the presence of a family. The start of a family's life is entirely dependent on matters of co. human relations. All such human relationships are entrenched in islamic sharia as a sacred bond of nikah, in which a husband and wife become a part of the world in the form of a family's collective result. Husband and wife are the most fundamental pillars of society, and their affection and companionship provides a source of stability for them and also a refuge for coming generations.A family consist of husband ,wife and their children . The family life is begins with marriage, after marriage every woman wants to have her own separate home where all the requirements of privacy are met. Islam has placed the entire responsibility of livelihood on men..But in our society there are two types of family system joint and separate family system. In Pakistan The joint family system is prevalent. The people of the subcontinent are not only adopting this system but they are also feel proud of it . In the present article the joint family system has facing many challenges. One of them is accommodation. In this article will focus on what is the basic concept of accommodation in joint family systems and its solution in Islami teachings. It is critical for the husband and wife to have a home where no one can interfere on their personal matters. This interference is very much in our society.Which husband and wife facing

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

many problems. And due to this conditions, the relationship of husband and wife is also affected.

Key Words: Joint family system, Issues of Accommodation, Pakistani society, Islamic teachings.

تمہید:

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ جس کی ابتدادو افراد یعنی مرد اور عورت سے ہوتی ہے۔ ایک خاندان مرد اور عورت کے ملاپ سے شروع ہو کر اولاد کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر اولاد کے جوان ہونے اور ان کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے نئے خاندانوں کی ابتداہوتی ہے، پرانی نسلی مٹتی چلی جاتی ہیں اور نئی نسلیں پروان چڑھتی رہتی ہیں۔ یہ ایسامرحلہ ہے جو تخلیق انسانی سے شروع ہو کر قیامت تک چلتارہے گا۔ اللہ تعالی نے معاش کی تمام تر ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے جبکہ عورت پر کوئی ایسی ذمہ داری نہیں ڈالی۔ اس لیے مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورت کے نان ونفقہ کے ساتھ ساتھ رہائش کی سہولت بھی فراہم کرے۔ کیوں کہ شادی کے بعد ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ایک الگ گھر ہو جہاں خلوت کے تمام تقاضے پورے ہوں اور وہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ پُرسکون ماحول میں زندگی گزارے۔ ایک خاندان میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان لوگوں کا آپس میں جتنا زیادہ مضبوط تعلق ہو گا خاندان اتنا ہی مضبوطی کی طرف گامزن ہو گا۔ اس لیے اسلام خاندانی نظام پر زور دیتا ہے۔ اب تحریر کے بنیادی جزء یعنی رہائش کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

لغوی تعریف:

رہائش اردو زبان کا لفظ ہے جس کے لیے بود و باش، قیام گاہ اور سکونت [1] کے الفاظ مستعمل ہیں۔ انگریزی میں رہائش کے لیے aaccommodation یا residency اور عربی میں رہائش کے لیے" كل ما يؤمن الراحة،وسائل الراحة والتسلية بما فيها المبيت والطعام " یعنی راحت وسکون پہنچانے کا ذریعہ بننے والی جگہ اور راحت وسہولت کا مقام جو رات گزارنے اور کھانے کو شامل ہو، کو رہائش کہا جاتا ہے۔[2]

مفردات القرآن میں ہے:

س ک ن۔ سکن کسی جگہ رہائش اختیار کرنے کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ مثلاً فلاں نے کسی جگہ رہائش اختیار کرلی۔ کسی کو بغیر کرایہ کے رہائش کے لیے جگہ دیناسکنی کے مفہوم میں آتا ہے۔ اور ایک مکان میں رہنے والوں کو سکن کہا جاتا ہے"۔[3]

اسی طرح القاموس الوحید میں بیان کیا گیا ہے

السکنی: رہائش آبادی، رہائش گاہ، مسکن اسی سے نکلا ہے جس کا مطلب مکان اور کوارٹر ہے۔ اور بلا معاوضہ رہائش اور مکان کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔"[4]

1Al-Haj, Maulvi Firozuddin, Feroz ul-Lughat, Ferozesons Ltd., Lahore, 1967, p.: 386

2 Munir al-Baalbaki, Al-Mourd ul-Hadith, Dar ul-Ilam lil Malayan, Beirut, 2008, page: 26

3 Al-Isfahani, Raghib, Abu ul-Qasim, Hussain bin Muhammad, Mufaradat ul-Qur'an, Islamic Academy, Urdu Bazar, Lahore, P: 486.

اصطلاحی تعریف:

فقہ حنفی کی کتاب کنز الدقائق میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"والسکنی فی بیت خال عن اہلہ و اہلہا "[5]

"اور شوہر پر بیوی کا ایک حق رہائش ہے جس میں شوہر اور بیوی کے متعلقین میں سے کوئی نہ ہو"

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ہیں اہل علم کا اس بات پر متفق ہیں:

"بیوی کو نان ونفقہ دیناخاوند پر واجب ہے مگر اس کے کہ وہ نافرمان نہ ہو"۔[6]

ہدایہ میں اس کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

"وعلی الزوج ان یسکنها فی زاد مفرده لیس فیها احد من اهله الا ان یختار ذالک لان السکنی من کفایتها فیجب لها کالنفقة"۔[7]

"اور شوہر کے لیے ضروری ہے کہ ہے بیوی کے لئے الگ رہائش کا بندوبست کرے جس میں اس کے جاننے والوں میں سے کوئی دوسرا شریک نہ ہو سوائے اس کے کہ عورت خود پسند کرے۔ اس لیے کہیں رہائش سکنی اس کا بنیادی حق ہے تو وہ اس کے لئے ضروری ہو گا جیسا کہ نان ونفقہ واجب ہے"۔

دستور کے مطابق بیوی کے اخراجات برداشت کرنا شوہر کا فرض ہے اور بچے پیدا ہونے کی صورت میں اسے ان کے نان نفقہ کی ذمہ داری بھی قبول کرنی چاہیے۔ جبکہ دوسری جانب بیوی کو صرف اپنے شوہر کو جوابدہ ہونا چاہیے اور اسے کسی اور کی خدمت پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

مشترکہ خاندانی نظام:

خاندان کا وجود ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے۔ دین اسلام مرد وزن کو یکساں مقام اور اہمیت دیتا ہے۔ اللہ تعالی نے مرد وزن کو شادی کے بندھن میں جوڑ کر ایک خوبصورت اور اہم رشتہ دیا ہے۔ شادی کے نئے بندھن میں بندھ کر شوہر اور بیوی معاشرے میں ایک نئے خاندانی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالی نے مرد کو گھر کا سربراہ مقرر کیا ہے تو اس نے گھر کے کام کی ذمہ داری عورت کو دی ہے۔ ہمارے معاشرے میں دو طرح کے خاندانی نظام ہیں:

1۔ ایک مشترکہ خاندانی نظام

2۔ جداگانہ خاندانی نظام

4 Qasmi, Wahiduddin Zaman Kiranwi, Al-Qamoos ul-Wahid, Idara Islamiat Urdu Bazar, Karachi, 2001, P:786

5 Al-zylai, Uthman bin Ali, Tabyeen ul-Haqaiq Sharh Kanz ul-Daqaiq, Maktaba Imdadiya Multan, 1985, P: 53

6 Ibn-e-Qudama, Abu Muhammad AbduAllah bin Ahmad Muwafiq ul-Din, Al-Mughni, Publications Dar ul-Fikr, Beirut, 6/230, Sharh Muslim Lil navawi, 8/184

7 Al-Marghinani, Burhan ul-Din, Abul Hassan Ali bin Bakar, Hidayah Sharh Bidayat ul-Mubatadi, Shuka Kalya and Mustafa al-Babi al-Halabi, Misr, 2/222

جداگانہ خاندانی نظام میں عام طور پر میاں بیوی اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں جبکہ مشترکہ خاندانی نظام میں بچوں کے ساتھ ساتھ مرد کے قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ مثلاً دادا دادی، چچا اور پھوپھیاں وغیرہ جس کو جوائنٹ فیملی سسٹم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف برصغیر میں رائج ہے بلکہ یہ نظم خاندانی یہاں کے لوگوں کے باعث فخر بھی ہے۔ ابتدائی انسانی معاشرے میں خاندان کی یہی صورت رائج تھی اور اسی طرح کا نظام زیادہ تر دیہاتوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے شہروں کی طرف نقل مکانی شروع کر دی اور جداگانہ خاندانی نظام کو فروغ حاصل ہوا۔

پاکستان کے پانچوں صوبوں میں سے ہر ایک صوبہ مختلف معاشرتی اکائیوں یعنی نسل، برادری اور قبیلے پر مشتمل ہے اور ہر قبیلے کے اپنے رسوم و رواج اور روایات ہیں جن پر وہ عمل پیرا ہے۔ جسکی وجہ سے بعض مرتبہ ہر صوبہ کو مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ ان میں ایک مسئلہ مشترکہ خاندانی نظام کا ہے۔ یہ نظام کچھ حد تک تو بہتر ہے لیکن اس کے فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے مسائل زیادہ ہیں جس کی وجہ سے خاندانی نظام انتشار کا شکار ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام میں رہائش سے متعلقہ مسائل:

مشترکہ خاندانی نظام میں رہائش سے متعلق مختلف مسائل در پیش ہوتے ہیں۔ مثلا شادی کے بعد بیوی کا حق ہے کہ اس کا اپنا ایک الگ گھر ہو جہاں خلوت کے تمام تقاضے پورے ہوں اور عورت پر سکون ماحول میں زندگی بسر کر سکے۔ اسلام نے نکاح کو قلعہ کی مانند قرار دیا ہے اور مرد پر لازم کیا ہے کہ وہ بیوی کے لئے الگ رہائش مہیا کرے۔ شادی کے بعد شوہر پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان میں اہم تر بیوی کے لئے الگ رہائش کی سہولت مہیا کرنا ہے۔ شادی کے بعد میاں بیوی کے لیے محبت اور خوشی کا اظہار کرنے کے لیے ایک ایسا گھر ہونا ضروری ہے جس میں کوئی دوسرا مداخلت نہ کرے جبکہ ہمارے معاشرے میں یہ مداخلت بہت زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے بنی نوع انسان کو مسائل کا سامنا ہے۔ اور ان حالات کی وجہ سے میاں بیوی کا رشتہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا''[8]

"اور اسی نے رات کو آرام کے قابل بنایا"۔

قرآن میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا''[9]

"اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے جائے سکون بنایا"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ''10

''اور اپنی طاقت کے مطابق عورتوں کو وہاں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچاؤ''۔

8 AL-Anaam: 6/96
9 Al-Nahl: 16/80
10 Al-Talaq: 65/6

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ پیار محبت اور خلوص سے پیش آنا چاہیے۔ اور انہیں کسی قسم کی اذیت نہیں پہچانی چاہیے۔ اگرچہ یہ آیت طلاق یافتہ عورتوں کے حوالے سے وضاحت کرتی ہے تاہم اگر عورت طلاق کی صورت میں نان نفقہ اور رہائش کا حق رکھتی ہے تو بیوی بدرجہ اولی حق رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

"كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته"[11]

"تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور ہر کسی سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

نان ونفقہ میں عموماً تین چیزیں یعنی خوراک، لباس اور مسکن مراد لی جاتی ہے[12]۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے بعد شوہر بیوی کو ایسے گھر میں رکھے جس میں اس کی بیوی آسانی اور سکون محسوس کرے۔ جب کہ ہمارے معاشرے میں مشترکہ خاندانی نظام کا تصور موجود ہے۔ اور ایک شخص جس طرح اپنے بیوی بچوں کی کفالت اور نان ونفقہ کا پابند ہے اسی طرح بوڑھے والدین اور بہن بھائیوں کی کفالت اور ان کی معاشی ضروریات کا بھی پابند ہے۔ یہ سب افراد خاندان کا ایک حصہ ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات بتاتی ہیں کہ بیوی بچوں کو الگ رہائش دینا شوہر پر لازم ہے جہاں وہ آزادی اور خود مختاری کے ساتھ رہیں۔ اور شوہر بیوی کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے کو حصہ دار نہیں کر سکتا۔ مشترکہ خاندانی نظام کئی پہلوؤں سے بیوی کے لئے پریشانی اور زحمت کا باعث ہوتا ہے جس سے اس کو بچانا ضروری ہے۔ ماسوائے اس کے کہ وہ بعض مصالح اور گھر کے حالات کے تحت خود اپنے اس حق کو کم کرنے پر رضامند ہو۔[13] اللہ کا ارشاد ہے:

"فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لاَ يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ. فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"۔[14]

"عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور تم نے ان کی فروج کو اللہ کلمہ سے حلالہ کیا ہے ان عورتوں پر تمہارے لیے یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے مرد کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں ایسا مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو اور تمہارے اوپر ان عورتوں کا یہ حق ہے کہ ہے تم ان کے حق اور لباس نیکی کے ساتھ دو"۔

کیونکہ استحلال فروج دراصل ایک اخلاقی ذمہ داری کو متضمن ہے اور اسی واسطے نکاح ہوتے ہی اخلاقی تقاضے متوجہ ہوتے ہیں اور مندرجہ بالا تمام احکام انہی اخلاقی تقاضوں کا بیان ہیں۔ معاشرے کے ہر فرد کو اپنے بیوی بچوں کے لئے الگ مکان کی سہولت فراہم کرنی چاہیے جس میں وہ خود مختار ہو اور دوسروں کی دخل اندازی نہ ہو، قرآن کی واضح تصریحات اس کے حق میں ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ہر شخص کے لئے الگ الگ رہائش کا حکم بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

11Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, Kitab ul-Jumaiah, Chapter al-Juma'ah in Al-Qura and Madan, Dar Ibn Kathir, Al-Yamamah – Beirut, Hadith Number: 893

12 Al-Jaziri, Abd al-Rahman, Kitab ul-Fiqh Ali al-Madhahab il-Arbah, Dar ul-Fikr Beirut, 1972: 4/553, Fatawi Alamgiri, 2/144

13 Islahi, Sultan Ahmad, Joint Family System and Islam, Central School of Islam Publishers New Delhi 2007, P:37

14 Muslim bin Hajjaj al-Qashiri, Abul-Hussain, Al-Jami al-Sahih, Kitab ul-Hajj, Chapter Hajjat ul-Nabi, Dar ul-Jil Beirut + Dar ul-Afaq al-Jayedah - Beirut, Hadith Number: 3009

"فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا"۔[15]

"اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کا کوئی راستہ نہ تلاش کرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے"۔

امہات المومنین کی گھریلو زندگی:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو قریب سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویاں الگ الگ گھروں میں رہتی تھیں۔ ان کے رہنے اور کھانے پینے کے کے انتظامات بھی علیحدہ تھے۔ شوہر اور بیوی تو ایک گھر میں رہ سکتے ہیں لیکن دو بیویاں کبھی بھی ایک گھر میں نہیں رہ سکتیں۔ تمام امہات المومنین کو الگ الگ گھر فراہم کیے گئے تھے۔

"جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ"۔[16]

"تمہارے لیے دن اور رات بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو"۔

آپ ﷺ کے معمولات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کا طرز رہائش الگ الگ تھا۔ قرآن مجید کی ایک پوری سورت الحجرات اسی نام سے موجود ہے جس میں حجروں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی تمام بیویوں کے الگ الگ گھروں کی صراحت موجود ہے۔ اور بدوجو تہذیب و شعور سے خالی تھے وہ آپؐ کو حجروں کے پیچھے زور زور سے پکارتے تھے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

"إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ"۔[17]

"بے شک وہ آپؐ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں"۔

مال و دولت کی حضور پاکؐ کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں تھی۔ جب آپؐ کی بیویوں نے مال و دولت کا مطالبہ کیا تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا.وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا"۔[18]

"اے (نبی) اپنی بیویوں سے کہہ دیجے اگر تم دنیاوی شان و شوکت چاہتی ہو تو میں تمہیں مال دے کر خوشی سے چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو پس بے شک اللہ نے محصنات کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"۔

اس حوالے سے قرآن یہ کہتا ہے

"وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ" [19]

---

15 Al-Nisa: 4/34
16Al-Qasas: 28/73
17 Al-Hujurat: 49/4
18 Al-Ahzab: 33/28.29
.19 Al-Ahzab: 33/33

"اور اپنی گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو"۔

''وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ''۔ 20

"اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حدیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو"۔

فقہی روایات کے مطابق:

"ولیس للرجل یجمع بین امرئتی فی مسکن واحد"۔21

"مرد اپنی بیویوں کی اجازت کے بغیر ان کو ایک جگہ رکھنے کا مجاز نہیں"۔

اسی طرح دیگر بے شمار روایات سے بھی ایک دوسرے کے گھر تحفہ بھیجنے اور مالی معاملات الگ الگ ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔[22] مکان چاہے چھوٹا ہو یا بڑا سوکنوں کی باہمی دشمنی اور حسد فساد کا باعث بنتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سوکنوں کا ساتھ رہنا باہمی انتشار اور خطرے سے خالی نہیں ہے۔ ان کا اکٹھے رہنا لڑائی جھگڑے کو بھڑکانے کے مترادف ہے ۔اس لیے تمام بیویوں کے گھر الگ ہونے چاہئیں تاکہ گھر میں پر امن ماحول ہو۔ شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی اندرونی اور بیرونی خرابیاں ہوں ان کو بروقت حل کرنے کی کوشش کی جائے اس معاملے میں شریعت اسلامی کا اصول تو یہ ہے کہ اگر بیویاں زیادہ ہیں تو ان کو بھی الگ الگ مکان میں رکھا جائے۔ اس کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لے کر جانا ضروری قرار دیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ''۔ (23)

"اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھر میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت مل جائے"۔

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ بیوت کی نسبت عورتوں کی طرف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"لفظ بیوت میں (گھر) کو ان عورتوں کے بیوت فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ جب تک عورت کا حق سکونت مرد کے ذمہ ہے۔ اس گھر میں اس کا حق ہے۔ اس گھر میں سکونت کو بحال رکھنا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ واجب الادا ہے۔ بیوی کے حقوق میں سے حق صرف طلاق دینے سے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ایام عدت تک عورت کو اس جگہ رہنے کا حق ہے۔ اور ان کا گھر سے نکال دینا قبل از عدت کے ظلم اور حرام ہے۔ اور عورت کا از خود اس گھر سے نکل جانا بھی حرام ہے۔ اگر شوہر اس کی اجازت بھی دے دے۔ کیونکہ ایام عدت اسی مکان میں گزارنا شوہر ہی کا حق نہیں بلکہ اللہ کا حق ہے۔ جو کہ اللہ تعالی نے عورت پر لازم قرار دیا ہے۔ بصورت دیگر عورت کو اس کے گھر سے نکالنا حرام ہے مگر اس میں سے یہ صورت مستثنٰی ہے کہ عورت کسی کھلی بے حیائی میں مبتلا ہو جائے"۔ [24]

---

20 Al-Ahzab: 33/34

21 Ibn-e-Qudama, al-Mughni, Dar-e-Alam ul-Kutub, Beirut, 1998, 6/337

22 Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Nikah, Chapter ul-Ghirah, Hadith Number: 5235

23 Al-Ahzab: 33/53

24 Usmani, Mufti Muhammad Shafi, Ma'arif ul-Qur'an Institute of Knowledge Karachi, Ihata Darul Uloom Karachi, 2001, 4/481

ایک سے زیادہ ازواج کیلئے رہائش کا انتظام:

اگر کسی مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں تو یہ بھی شوہر کا فرض ہے کہ وہ ان کے لیے الگ رہائش کا انتظام کرے۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں اپنی مرضی سے ایک ہی گھر میں رہنے پر راضی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ عام طور پر ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں علیحدہ رہائش فراہم کرنا انصاف کے تقاضوں پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ''۔[25]

''اور عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے رہو''۔

اگر شوہر کے گھر میں کافی سارے کمرے ہیں اور ان میں سے ایک کمرہ جس میں لوازمات سکونت مکمل ہیں خالی کر کے بیوی کو دے دے تو یہ کافی ہے۔ بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہو گا۔ یعنی یہ ایک پورا مکان بھی ہو سکتا ہے اور مکان کا ایک حصہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں شوہر کی تنگدستی اور خوشحالی کو مد نظر رکھا جائے گا۔[26]

اس لیے جب شوہر اپنی بیوی کے لیے رہائش فراہم کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں رہنا واجب ہے۔ اور اگر وہ کسی جائز عذر کے بغیر زندگی گزارنے سے انکار کر دے تو وہ نافرمان ہے اور اس کا حق نفقہ منسوخ ہو جائے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خوراک اور دیکھ بھال کے علاوہ رہائش فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اور اس میں تمام ضروری چیزیں ہونی چاہئیں۔ بیوی کو مکمل اختیار ہے کہ وہ شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں۔ شوہر کو یہ حق نہیں کہ وہ بیوی کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے سے روکے۔ اس لیے وہ جب چاہیں اس سے مل سکتے ہیں۔

اور ان کے میل ملاپ سے شوہر کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ وہ بعض لوگوں کو گھر میں قیام کرنے سے روک سکتا ہے۔ کیونکہ گھر میں زیادہ ٹھہرنے اور طویل گفتگو کرنے سے فتنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اگر بیوی کے عزیز و اقارب اس کے محرم ہو تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق نہیں ہے. اس طرح شوہر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو ان کے پاس آنے سے روک دے۔ لیکن اکثر والدین کے علاوہ دوسرے محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرے تو یہ اس کا حق نہیں ہے۔[27]

صحابہ کرام کا رہن سہن:

صحابہ کے رہن سہن کو دیکھ کر یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے عام طور پر ایک علیحدہ نظام زندگی کو ترجیح دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيْعاً أَوْ أَشْتَاتًا''۔[28]

25Al-Nisa: 4/19

26 Nawab Muhammad Qutbuddin Khan Dehlavi, Mazahir-e-Haq Sharh Mishkut Sharif, Darul Sha'at Karachi, 1983, 3/444

27 Ibd: 3/444

28 Al Noor: 24/6

"نابینا، لنگڑا، بیمار اور خود تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ کھانا کھاؤ اپنے گھر، یا اپنے باپ کے گھر' یا اپنی ماں کے گھر' یا اپنے بھائی کے گھر' یا اپنی بہن کے گھر' یا اپنے چچا کے گھر' یا اپنی پھوپھی کے گھر' یا اپنے ماموں کے گھر' یا اپنی خالہ کے گھر' یا ایسے لوگوں کے یہاں جو تمہاری ملکیت میں ہیں' یا دوست کے گھر' اور تم پر اس میں بھی کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے کہ تم کھانا کھاؤ ایک ساتھ یا الگ الگ ہو کر۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اس وقت باپ، بھائی وغیرہ کے گھر جداگانہ ہوتے تھے، نیز ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی جداگانہ ہوتا تھا۔ رہائش کے حوالے سے یہ بھی شرط ہے کہ اس لئے تمام ضروری اور کار آمد اشیاء کی فراہمی ہو۔ شوہر پر واجب ہے کہ امیری اور غریبی کی صورت میں خاندانی ضروریات کو پورا کرے۔ احادیث مبارکہ سے بھی واضح ہے کہ ان دنوں میں لوگ عام طور پر شادی کے بعد الگ الگ گھروں میں آباد ہوتے تھے۔

"حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نکاح کے بعد آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (دونک أھلک) یہ لو تمہاری بیوی تمہارے پاس ہے یہ فرمانے کے بعد دونوں اپنے کمرے کی طرف چلے گئے"۔[29]

حالانکہ حضرت علی حضور پاکؐ کے چچازاد تھے اور آپؐ ہی تھے جنہوں نے ان کی پرورش کی اور انہیں بچوں کی طرح پالا۔ اور اپنی اولاد کی طرح پیار کرتے تھے۔ اور دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا تھا۔ اتنے قریبی تعلقات ہونے کے باوجود بھی جب آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا تو ان کے لیے الگ رہائش کا انتظام کرنے کو کہا۔ کیونکہ ایک ہی گھر میں رہنے سے ان کی پرائیوسی متاثر ہو سکتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی شادی کے بعد حضرت علی کے مکان کو بھی اپنے سے بالکل الگ کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کا جو غیر معمولی تعلق تھا وہ معلوم ہے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا"[30]

"میری بیٹی میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اس کو پریشانی ہوتی ہے اور جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ کو بھی تکلیف ہوتی ہے"۔

فقہی کتابوں میں بھی حق سکنی کے حوالے سے وضاحتیں موجود ہیں۔

"وعلی الزوج أن یسکنها في دار مفردة لیس فیها أحد من اهله إلا أن تختار ذلک"۔[31]

"اور خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے الگ رہائش کا بندوبست کرے جس میں اس کے جاننے والوں میں سے کوئی بھی نہ ہو باوجود یہ کہ عورت خود اپنے لیے ایسا پسند کرے"۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا:

29Kandhalvi, Muhammad Yusuf, Maulana, Hayat ul-Sahaba, Shama Book Agency, Lahore, Nadard, 2/668

30 Muslim, Al-Jaami al-Sahih, Kitab Fazail ul-Sahaba, Number of Hadith: 6460

31 Ibn-e-Abidin, Muhammad Amin, Rad ul-Mukhtar al-Durr ul-Mukhtar, ihya al-Trath al-Arabi, Beirut, 3/599

"من كان عنده طعام اثنين فليذهب بثالث ومن كان عنده طعام أربعة فليذهب بخامس أو سادس) . أو كما قال وأن أبا بكر جاء بثلاثة وانطلق النبي صلى الله عليه و سلم بعشرة وأبو بكر وثلاثة قال فهو أنا وأبي وأمي ولا أدري هل قال امرأتي وخادمي بين بيتنا وبين بيت أبي بكر"۔[32]

"کہ جس کے گھر دو آدمیوں کا کھانا ہو تو تیسرے (اصحاب صفہ میں سے) وہ اپنے ساتھ ایک مہمان لیتا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے کر آئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارے یہاں کل پانچ افراد تھے۔ میرے والدین، میں اور میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور میرے والد کے گھر دونوں جگہ کام کرتا تھا"۔

مالی معاملات کی علیحدگی:

الگ مکان کے ساتھ ساتھ گھر کا انتظام اور مالی معاملات بھی ہر شخص کے الگ الگ ہونے چاہیں۔ اور اسلام رہائش کی سہولت کے پیش نظر یہی طریقہ زندگی پسند کرتا ہے۔

جداگانہ طرز رہائش کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات کے مالی معاملات بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ حضور پاکؐ ہر بیوی کے کھانے اور دیکھ بھال کا الگ سے انتظام کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد آپؐ نے ہر ایک بیوی کیلئے اسی وسق کھجور اور 20 وسق جو سالانہ مقرر کر دیے اسی طرح دودھ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بیوی کے لئے علیحدہ علیحدہ اونٹنی مقرر کی ہوئی تھی یہ الگ بات ہے کہ ازواج مطہرات اپنی دین داری کی وجہ سے ضرورت سے جو زیادہ ہوتا تھا وہ باقی غریبوں بیواؤں اور یتیموں پر خیرات کر دیتی تھیں۔[33]

شوہر کا بیوی کو فراہم کردہ مکان اس وقت تک موئژ نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں درج ذیل معاملات نہ ہوں:

1. مکان شوہر کی مالی حیثیت کے مطابق ہو۔ پس اگر اس جیسے لوگ ان مکانوں میں رہتے ہیں تو اس پر بھی اس طرح کا مکان مہیا کرنا ضروری ہوگا بیوی کی مالی حیثیت جیسی بھی ہو۔
2. گھر میں ہر طرح کی سہولت موجود ہو مثلاً سامان بستر برتن غسل خانہ کچن اور سارے گھریلو لوازمات اور ضروری سہولیات موجود ہوں۔ اور ان سہولیات میں دوسرے گھر والے شریک نہ ہوں
3. یہ رہائش کسی دوسرے کی سکونت سے خالی ہو۔ اگرچہ وہ شوہر کے گھر والے یا دوسری بیوی کی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر دوسری بیوی کے بچے بالکل چھوٹے اور ناسمجھ ہیں تو وہ رہ سکتے ہیں ہیں۔[34]

اگر شوہر بیوی کے لیے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جس کے آس پاس کوئی آبادی نہ ہو تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اس میں رہنے پر راضی نہ ہو۔ تو ضروری ہے کہ کسی ایسے مکان میں اس کو رکھے جس کے پڑوس میں شریف اور نیک لوگ رہتے ہوں اگر عورت کے پاس کوئی رہنا چاہے تو عورت کی رضامندی کا ہونا ضروری ہے.[35]

---

32 Al-Bukhari, Al-Jaami al-Sahih, Kitab Al-Manaqib, Chapter Signs of Prophethood in Islam, Hadith Number: 3388

33 Mansoor Puri, Qazi Sulaiman, Rahmatul Ulamain, Dar ul Isha'at Karachi, 2001, 2/157

34 Al-Tusi, Al-Ahkam ul-Sharia, P: 329

35 Lucknowi, Abddul-Shakur, Ilm ul-Fiqh, 6/729

"وفیه دلیل علی وجوب السکنی لها مادامت فی العدة "[36]

"زمانہ عدت بھر منکوحہ کی طرح متعلقہ کا بھی سکونت کا حق قائم رہتا ہے"۔

ہاں اگر وہ کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو انہیں گھروں سے نکالنا جائز ہے اس میں فاحشہ، بدچلن اور بدزبانی لازمی طور پر آتی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"فاحشہ مبینہ زنا کو بھی شامل ہے اور اسے بھی کہ عورت اپنے خاوند کو تنگ کرے اس کے خلاف کرے اور ایذا پہنچائے یا بدزبانی شروع کر دے۔ اور اپنے کاموں سے یا اپنی زبان سے سسرال والوں کو تکلیف پہنچائے تو اس صورت میں بے شک خاوند کو اجازت ہے کہ اسے اپنے گھر سے باہر نکال دے"۔ [37]

ساس بہو کے مسائل:

عام طور پر ہمارے معاشرے میں ساس بہو کے درمیان لڑائی جھگڑا کے مسائل کا آغاز شادی کے فوراًبعد شروع ہو جاتا ہے۔ اور ساس بہو کے جھگڑوں نے روایتی شکل اختیار کر لی ہے اور اس طرح کے کئی مسائل ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اور یہ مخالفت شاید ہر مشترکہ گھر میں موجود ہے۔ ہمارے معاشرے میں شادی کے بعد لڑکی کو سسرال میں زندگی گزارنا ہوتی ہے ایک لڑکی اپنی نئی زندگی کا آغاز سسرال سے کرتی ہے۔۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ مشترکہ خاندانی نظام میں لڑکی صرف شوہر کے ساتھ زندگی نہیں گزار رہی ہوتی بلکہ اسے پورے خاندان کے ساتھ زندگی گزارنا ہوتی ہے۔ سسرالی خاندان لڑکی کا استقبال کرنے کے بجائے دوسرے دن اس پر حکم صادر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سسرال والوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ لڑکی اپنا گھر بار ا، ماں باپ اور بہن بھائی سب کچھ چھوڑ کر ایک نئے گھر میں قدم رکھتی ہے۔ اور نئی زندگی کا خواب اس کے ذہن میں ہوتا ہے لیکن فوری طور پر اس کی باز پرس کرنا ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔

"عورت کو ساس اور شوہر دونوں کا ڈسپلن قبول کرنا پڑتا ہے۔ اگر خاندان میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو عورت کو ہی اس کا ملزم گردانا جاتا ہے۔ بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہوؤں کے متعلق ایک الگ برتاؤ رکھا جاتا ہے۔ مثلا بیٹیوں اور بہنوں کی ہر چیز برداشت کر لی جاتی ہے لیکن بہو اور بیوی پر نکتہ چینی ہوتی رہتی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ ہے اس قسم کے خاندانوں میں جو کشیدگیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا بخار بہو اور بیوی پر نکالا جاتا ہے"۔ [38]

"پاکستانی معاشرے میں بہو کو ساس سے اور بھاوج کو نندوں سے جو خوف ہراس ہے وہ بے وجہ اور بے بنیاد نہیں ہے آج بھی اس معاشرے میں ایسی ساسوں کی کمی نہیں جو آپنے لڑکوں کو بہو کے خلاف مستقل اکساتی اور بھڑکاتی رہتی ہیں"۔ [39]

ہمارے ہاں کی عورتیں اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کے لیے ایک الگ معیار بنالیتی ہیں۔ نئی بہو کو اپنی جگہ خود بنانی پڑتی ہے۔ اس سے ہر قربانی کی توقع کی جاتی ہے اور اس کا موازنہ موجودہ دیورانی اور جیٹھانی سے کیا جاتا ہے۔

36 Darya Abadi, Abdul Majid, Tafseer Majdi, Qur'an Manzil, Karachi, 1944, P. 1116

37 Ibn Kathir, Imad al-Din Abu ul-Fida, Muhammad bin Ismaeel, Tafsir Ibn Kathir, Maktaba Qudusiyah, Lahore, 2005, 6/371

38 SM Shahid, Pakistani Society and Culture, Ever New Book Palace, p.194

39 Fakhira Tahreem, Aurat ka almiyah, Idara Creations Lahore, 1999, P: 69

ہمارے ہاں گھریلو انتشار کا سب سے بڑا سبب بہو کی ناقدری ہے جو اسے اس کے جائز حق سے محروم کر دیتی ہے ساس اپنی آخری سانس تک بہو کی خوبیوں کا اعتراف نہیں کر سکتی کوئی بھی موقع ہو وہ اپنی بہو کی تذلیل کرنے کے درپے ہوتی ہے بہو کو ظالم اور نندوں دیوروں کو مظلوم ثابت کرنا ساس کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ یہ سارے منفی رویے اور اقدام ساس کو بہو سے الگ کر دیتے ہیں۔ نندوں کی مخالفت پر مجبور کر دیتے ہیں رشتوں کی تعظیم اور تقدیس کی پامالی کا سبب ساس بہو اور نندوں کی ایک دوسرے کے خلاف منفی سوچ ہے۔[40]

یہاں تک کہ حدیث میں ارشاد ہے:

"حتی یحب اخیه ما یحب لنفسه"[41]

"اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو"۔

اگر کوئی عورت شادی کے بعد مشترکہ خاندان میں رہتی ہے تو اسے بہت سے مذہبی، سماجی اور اخلاقی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ زیب وزینت اختیار کرتی ہے تو یہ ستر وحجاب کی خلاف ورزی ہے اور اگر بناؤ سنگھار نہیں کرتی تو شوہر کی نگاہوں کی آسودگی ملنا ناممکن ہے۔ بیٹے کی شادی کے ساتھ ایک عام خیال یہ ہے کہ دلہن پورے گھر کی دیکھ بھال کرے گی۔ اسی لیے تو شادی کی ہے۔ اور جیسے ہی بہو آتی ہے سارے کام کا بوجھ اس پر ڈال دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بیوی کا بنیادی مقصد اپنے شوہر کے لیے سکون اور اطمینان لانا ہے۔ سارے گھرانے کی خدمت کرنے کے بعد تھکن سے چور کم سے کم وہ شوہر کی خدمت کے قابل تو نہیں رہتی۔ اور اگر وہ تھکاوٹ، کاہلی یا ناتجربہ کاری دکھاتی ہے تو طنز کے تیر اس کے سینے کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس کے مزاج میں سختی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور مزاج کی یہ سختی میاں بیوی کے تعلقات کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بسا اوقات ان اسباب کی بنا پر حالات اتنے سنجیدہ ہو جاتے ہیں کہ خاندانی زندگی کا برقرار رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور الگ گھر کی خواہش بھی مشکل میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ شادی بیاہ پر فضول خرچی ایک معمول بن چکا ہے اور بعض اوقات ایک مرد پورے خاندان مثلاً بہت سی بہن، بھائیوں اور والدین کا کفیل ہوتا ہے۔ اب اگر وہ علیحدہ گھر میں رہے تو بہت سے مالی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ مبشر حسین ھدایتہ العروس میں لکھتے ہیں:

"مشترکہ رہائش میں عورت بہت سے اسلامی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتی ہے مثلاً عورت پر مرد کا حق زوجیت ہے وہ دن رات جب چاہے عورت سے یہ حق وصول کر سکتا ہے۔ لیکن مشترکہ رہائش میں یہ سب ناممکن ہے۔ عورت کے لیے دیور، جیٹھ نندوئی اور سسرال کی دیگر خواتین کے نامحرم افراد سے پردہ کرنا فرض ہے۔ عورت کی ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مزاج کو سمجھے لیکن سسرالی رشتوں میں دوسرے افراد کے مزاج کو سمجھ کر ان سے بھی نباہ کرنا پڑتا ہے۔ مشترکہ رہائش میں اس طرح مرد کی موافقت وانسیت پیدا کرنا ناممکن ہے"۔ [42]مزید لکھتے ہیں:

---

40 Farooq Rafi, Gharilo Zindagi, Naumani Library Urdu bazar Lahore, P: 131, 132

41 Al-Nasa'i, Ahmad bin Shuaib, Al-Sunan, Vol. 3, Hadith Number: 5019

41Lahori, Mubashir Hussain, Hidayt ul-Aroos, Nomani Library, Lahore, 2003, P: 138

"مشترکہ رہائش میں عورتیں ایک دوسرے پر اعتراض نکتہ چینی غیبت اور مستقل سازشیں کرتی رہتی ہیں۔ اور دیگر کئی اخلاقی برائیوں کا شکار ہوتی ہیں۔ "گھر پر سالوں سے چھائی ہوئی دو تین عورتیں جب ایک نئی عورت کو اس دائرے میں داخل ہوتا دیکھتی ہیں تو عموما اس کا جینا دوبھر کر دیتی ہیں جبکہ شوہر یکطرفہ سماعت رکھتے ہیں"۔ [43]

سسرال سے الگ رہائش کا انتظام:

عورت اپنے سسرال کے ساتھ نہ رہنا چاہیے یا اگر لڑائی کا اندیشہ ہو تو اسے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ مرد پر یہ فرض ہے کہ وہ عورت کے لیے علیحدہ مکان کا بندوبست کرے یا اسے اسی گھر کے الگ حصے میں رکھے۔ ہاں اگر عورت چاہے تو اپنے شوہر کے والدین یا رشتہ داروں کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ چونکہ اختلافات کی بنیادی وجہ مشترکہ خاندانی نظام ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مشترکہ رہائش کو ختم کر دیا جائے تا کہ اختلاف اور تنازعات سے بچا جا سکے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا"۔ [44]

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت نہ مانگ لو اور اس میں رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ "

گھر کی مختصر چار دیواری میں ایک خاوند اپنی ماں اور بیوی کو ایک جگہ رکھنے کا مجاز نہیں۔ حنفی فقیہ علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"شوہر کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی اور ماں کو ایک ہی گھر میں رکھے۔" [45]

ایک حدیث میں ہے کہ:

"أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم خياركم لنسائهم" [46]

"مومنوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور مومنوں میں اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے اچھا ہو۔"

امام ابو عمر احمد بن محمد اندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"تباعدا فی الدار تقاربو ا فی المودة"۔ [47]

"تمہارے گھر ایک دوسرے سے دور ہوں گے تو دلوں میں قربت پیدا ہو گی"۔

اسی کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔

"ذوی القربات ان یتزارو او یتاجاورو" [48]

---

43 Siddiqui, Naeem, Woman exposed to conflict, first edition, Institute of Islamic Studies, Mansoora, Lahore, 1993. P: 262

44 Al Noor: 24/27

45 Ibn-e-Abidin, Rad ul-Mukhtar al-Durrr ul mukhtar, 2/913

46 Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Al-Sunan, Kitab ul-Rada, Chapter Ma Jaa fi Haq il-Maraat Zujha, Dar Ihyaya ul-Trath al-Arabi, Beirut, Hadith number, 1162

47 Al-undalusi, Abu Umar Ahmad bin Muhammad, Al-iqd ul-Farid, Dar ul-Kitab al-Arabiyyah, Beirut, 1965, 2/326

48 Ibd: 2/326

"رشتہ داروں کو حکم دو کہ آپس میں ایک دوسرے سے ملنے جائے ایک دوسرے کے پڑوسی نہ بنیں"۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اور نفقہ کا ایک جزو بیوی کو رہنے کے لیے گھر دینا ہے۔ اس کے متعلق ایک عام غلطی جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں وہ یہ کہ بیوی کو الگ گھر دینا اپنے ذمہ واجب نہیں سمجھتے۔ بس اپنے رشتے داروں میں میں عورت لا ڈالتے ہیں۔ اگر عورت بخوشی راضی ہو تب تو ٹھیک ہے ورنہ اگر وہ سب سے جدا رہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام کرنا واجب ہے اور یہاں بھی راضی ہونے کے یہی معنی ہیں پورے دل سے راضی ہو اگر مرد کو پختہ ذرائع سے معلوم ہو جائے کہ وہ علیحدہ رہنا چاہتی ہے مگر زبان سے اظہار نہیں کرتی تب بھی مرد کا بیوی کو سب کے ساتھ رکھنا جائز نہیں۔ اتنی گنجائش ہے کہ اگر پورا گھر علیحدہ نہ دے سکے تو بڑے گھر میں سے ایک کوٹھڑی یا کمرہ ایسا ہو کہ اس کی ضرورت کو کافی ہو سکے اور اس میں وہ اپنا مال و اسباب تالا لگا کر رکھ سکے۔ اور آزادی کے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ تنہائی میں اٹھ بیٹھ سکے اور بات چیت کر سکے۔ چولہے کا علیحدہ ہونا عورت کے لیے ضروری ہے کیونکہ زیادہ تر آگ اسی چولہے سے ہی بھڑکتی ہے"۔ [49]

منیر احمد خلیلی رقم طراز ہیں:

"یہ تصور کہ ایک عورت اپنے سسرالی خاندان کے ہر فرد کی خدمت اور اطاعت کی مکلف ہے قرآن و سنت کی رو سے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اسلام نے اسے شوہر کے سب رشتوں اور عزیزوں کی خدمت کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ شوہر کے بھائیوں کے چونچلے اٹھانا اور ان کی خدمت میں مستعد رہنا تو درکنار ان کے ساتھ زیادہ میل جول اور بے تکلفی شرعاً ممنوع ہے۔ ساس سسر کے آرام کے لئے کچھ انتظامات کر دینا شوہر کی دل بستگی اور خوشنودی کے حوالے سے یا عام انسانی اخلاق کے نقطہ نظر سے قابل قدر ہے لیکن یہ عورت کے فرائض میں داخل سمجھنا کم عقلی اور دین سے نافہمی کی علامت ہے"۔ [50]

پاکستانی معاشرے میں 90 فی صد لوگ ایسے ہیں جو اپنی بیوں کو الگ گھر دینے کی حیثیت نہیں رکھتے اور انہیں ساس سسر کے گھر میں گزارا کرنا پڑتا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام میں عورت کا حق محرومی:

مشترکہ خاندانی نظام ویسے تو عورت کے لیے پناہ گاہ ہے لیکن اس نظام میں عورت کو اپنے حق سے محروم کیا جاتا ہے۔ عورت کے حق محرومی کی بہت ساری صورتیں ہیں۔

مشترکہ خاندانی نظام میں ہر شخص کی پرائیویسی متاثر ہوتی ہے اور ہر کوئی الگ گھر اور علیحدہ سہولت چاہتا ہے۔ اگر اسے یہ سہولت نہیں ملتی تو وہ اپنا ذہنی سکون کھو دیتا ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام میں عورت کی پرائیویسی متاثر ہوتی ہے اور اسے مسلسل پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جنسی زندگی کے حوالے سے مشترکہ خاندانی نظام میں اسلامی تعلیمات کے تقاضے پورے نہیں کیے جاسکتے، اس لیے ہر شادی شدہ شخص کے لیے الگ گھر ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ

49 Thanvi, Ashraf Ali, Maulana, Reforming the Revolution of the Ummah, Institute of Al-Maarif, Karachi, 2/187
50 Khalili, Muneer Ahmad, Woman and the Modern Age, Hasan ul-Banna Academy Lahore, p. 48

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ جنابت کا غسل ایک برتن پانی سے فرماتے تھے"۔[51]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں "کہ حالت حیض میں وہ جس برتن سے پانی پیتی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسی برتن میں اسی جگہ سے پانی پیتے تھے جہاں سے وہ پی چکی ہوتیں۔ اسی طرح وہ گوشت کا ٹکڑا ایک جگہ سے کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتیں تو آپ اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے وہ پہلے کھاچکی ہوتیں۔"[52]

ان تمام روایات سے متبادر ہے کہ خاوند اور بیوی کی آپسی خلوت نہایت اہم ترچیز ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"مشترکہ خاندانی نظام میں سب کے لئے ایک ہی کھانا پکتا ہے بعض اوقات تو کھانے کے اوقات بھی فکس ہوتے ہیں۔ ایک نئی بہو کو اپنی ترجیحات سے دستبردار ہو کر اسی کھانے اور نظم وضبط کا پابند ہونا پڑتا ہے اس نظام کے علاوہ اپنی پسند پر عملدرآمد اس نظام کے منافی ہے اور کوئی چیز جس قدر بھی ناگوار کیوں نہ ہو اس پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ گھر سے ملحقہ دوسری سہولتوں کے مشترک ہونے کے باعث ہر وقت بھیڑ بھاڑ، اژدحام اور کشمکش کی جو کیفیت رہتی ہے اس سے پیدا ہونے والی ہمہ وقتی بے اطمینانی کی کیفیت اس کے علاوہ ہے۔ عورت زندگی بھر گھر کے سکون سے ناآشنا مدت عمر پلیٹ فارم کی سی کیفیت محسوس کرتی ہے۔" [53]

جبکہ ہمارے مشترکہ خاندانی نظام میں اگر شوہر گھر کے کام کاج میں بیوی کا ہاتھ بٹائیں تو اسے بیوی کا غلام ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں رہائش کا حل:

ہمیں اسلام کی مجموعی تعلیمات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شادی کے بعد لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک ذمہ دار کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ اس لئے شادی کے بعد خانگی امور سے لے کر ازدواجی مسائل تک ہر معاملے میں شرعی طور پر بیوی صرف اپنے خاوند کی فرمانبر دار ہے۔ اور اسے رہائش کے لیے ایسا ماحول چاہیے جہاں وہ اپنی خانگی اور ازدواجی ذمہ داری بخوبی پوری کر سکے۔ اسلام کا رجحان زیادہ تر غیر مشترکہ رہائش کی طرف ہے آج تک عرب معاشرے میں یہ رواج ہے کہ لڑکے کی شادی سے پہلے اس کی الگ رہائش کا بندوبست کیا جاتا ہے اور شادی کے فورا بعد وہ نئے گھر سے اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے ہمارے ہاں مشترکہ خاندانی نظام کا رواج ہے ایسے نظام کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں۔ ھدایۃ العروس میں ہے:

"شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے بیوی اور بچوں کے لئے الگ رہائش کا انتظام کرے۔ چاہے ایک چھوٹا سا گھر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق والدین اور بیوی بچوں کے اخراجات الگ الگ مہیا کرے۔ یہ فطری بات ہے کہ انسان شادی کے بعد اپنے بال بچوں کے ساتھ زیادہ محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہے وہ اپنے ماں باپ کو نظر انداز کر دے۔ کیوں کہ ماں باپ شروع شروع میں اس تبدیلی کو زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے بیٹے کو خود احساس ہونا چاہیے کہ ماں باپ کو بھی وقت دینا چاہیے۔ اگر بیٹا گھر میں کوئی کھانے پینے کی چیز لائے تو بیوی بچوں کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی بھی خدمت میں پیش کرے۔ اگر رہائش مشترکہ ہو تو ماں باپ کو نظر انداز نہ کرے۔ کیوں کہ بڑھاپے میں ماں باپ خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ والدین کی خدمت کے لیے سارا بوجھ اپنی بیوی پر نہ

51 Al-Bukhari, Al-Jama'i al-Sahih, Kitab ul-Ghusl, hadith number: 250

52 Muslim, Al-Jama'i al-Sahih, hadith number: 453

53Islahi, Joint Family System and Islam, Nadard, p. 14

ڈالے بلکہ خود بھی اسے والدین کی خدمت کرنی چاہیے اور اسے گھر کے حالات سے باخبر ہونا چاہیے۔گھر کے کام کاج والدین کے مشورے سے ہی تقسیم کرنے چاہیے تاکہ نہ بیوی پر زیادتی ہو اور نہ کسی اور پر ظلم ہو۔شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو باپردہ ماحول فراہم کرے۔اس کے دیواروں اور جیٹھوں کو اتنی ڈھیل نہ دیں کہ وہ اس کی بیوی پر حاکم بن کر آرڈر جاری کرتے رہیں"۔ [54]

مشترکہ خاندانی نظام کی یہ صورت حال بہترین ہے کہ خاندان اکٹھا ہو۔لیکن رازداری کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں۔اور مشترکہ خاندانی نظام کو اسلام کے مطابق اس طرح ڈھالا جائے کہ ایک دوسرے کے حقوق اور پردے کا خیال رکھا جائے۔اور رہائش کا اہتمام اس طرح ہونا چاہیے کہ ہر ایک الگ الگ رہتے ہوئے بھی مشترکہ گھر سے لطف اندوز ہو۔خواتین کے کچن الگ ہوں اور ہر شادی شدہ خاندان کے لئے آنے جانے کا راستہ بھی الگ ہو۔تاکہ کوئی دوسرا شخص اس کے مکان میں مداخلت نہ کر سکے۔ البتہ صحن ایک ہونا چاہیے تاکہ مشترکہ خاندان سے مکمل طور پر مستفید ہو سکیں۔اور اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ ہر خاندان اپنے معاملات میں آزاد ہے اور انہیں اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ گھر کے سربراہ کے حوالے کرنے کی تربیت دی جانی چاہیے۔

حاصل بحث:

خاندان کا وجود ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے اور یہ ادارہ انسان سے بھی زیادہ قدیم ہے۔کیونکہ جانوروں وغیرہ میں بھی اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں ایک خاندان مرد اور عورت کے وجود سے تشکیل پاتا ہے میاں بیوی دونوں گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتے۔مرد کو اللہ تعالی نے قوام اور گھر کا سربراہ بنایا ہے اور معاش کی تمام تر ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے عورت اس معاملے میں آزاد ہے۔خاندان کی ابتدا شادی سے ہوتی ہے اور ہر انسان کا حق ہے کہ اس کا اپنا ایک الگ گھر ہوں جہاں وہ اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ الگ زندگی گزارے۔ہمارے ہاں دو طرح کے نظام رائج ہیں یعنی مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام۔مشترکہ خاندانی نظام میں پرائیویسی کے تقاضے پورے نہیں ہوتے کیونکہ مشترکہ رہائش میں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔ویسے تو مشترکہ خاندانی نظام عورت کے لیے پناہ گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔لیکن اس نظام میں عورت اپنے بہت سے حقوق سے محروم رہتی ہے اس لیے مرد کا حق ہے کہ وہ عورت کو الگ رہائش فراہم کرے۔اور اسلام بھی اس کی اجازت دیتا ہے۔مشترکہ خاندانی نظام میں عورت دینی تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہتی ہے۔مشترکہ رہائش میں ساس بہو کے جھگڑے آئے روز دیکھنے کو ملتے ہیں جس سے گھر کے حالات مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر رہائش جداگانہ ہو تو اس طرح کے جھگڑے کافی حد تک کم ہو سکتے ہیں۔اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں تو ہر ایک کو الگ رہائش فراہم کرے تاکہ گھر پر سکون ماحول کا آئینہ دار بنا رہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غربت اور مہنگائی کی وجہ سے ہر شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ شادی کے بعد الگ رہائش مہیا کرے۔مشترکہ رہائش کی صورت میں ساس کو چاہیے کہ بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دے۔اس کے احساسات و جذبات کا خیال رکھے اور اس کی غلطیوں کو نظر انداز کر دے اور بہو کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی ساس کو ماں کی طرح سمجھے۔اور اپنی ساس اور نندوں کو دشمن خیال نہ کرے بلکہ خاموشی اور صبر کے ساتھ مشکل وقت سے گزرنے کی کوشش کرے۔شریعت اسلامیہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو بھی اندرونی اور بیرونی خامیاں موجود ہیں ان کو بروقت حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

54 Lahori, Mubashir hussain, Hidayyat ul-Aroos, 2003, P:320